یادرفتگان

مولانا حافظ عرفان الحق حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ایک صالحہ خاتون کا تذکرہ

(والدہ محترمہ مولانا رشید احمد سواتی)

بعض عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے دینی اعتبار سے جوش و جذبہ اور بھرپور حمیت سے نوازا ہوتا ہے ایسی عورتیں ملک و ملت کیلئے باعث عظمت و مینار نور ہوتی ہے۔ان کا کردار قابل رشک ہوتا ہے،سوات کے معروف عالم دین فاضل دیوبند مولانا فضل محمدؒ کی ہمشیرہ اور ہمارے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے استاد حدیث جامع المعقول والمنقول مولانا رشید احمد سواتی کی والدہ محترمہ بھی ایسی ہی عورتوں میں شامل تھی۔

نہ ہرزن زنست نہ ہر مرد مرد است
خدا پنج انگشت یکساں نکردست

موصوفہ گزشتہ دنوں بروز بدھ ۲۰ اپریل ۲۰۱۶ء رات گیارہ بجے کو نوشہرہ کے قریب ایک ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوئی سی ایم ایچ ہسپتال میں زخموں کا تاب نہ لیتے ہوئے بروز جمعرات سحری کے وقت ۴ بجے اس دارفانی سے کوچ کرگئی۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون انکا جنازہ دارالعلوم حقانیہ میں نائب مہتمم مولانا انوارالحق کی امامت میں ادا کیا گیا جس میں ہزاروں علماء وطلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ بعدازاں ان کی لاش آبائی گاؤں درشخیلہ بالا مٹہ سوات روانہ کی گئی جہاں عصر کے بعد انکے فرزند مولانا رشید احمد نے دوسری نماز جنازہ پڑھوائی۔اس موقع پر علاقے بھر کے دور دراز سے کثیر تعداد میں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ان کی مختصر سوانح کچھ یوں ہے:

آپ ۱۹۳۷ء کو مولانا جان محمد بن غلام سید بن نور علی کے گھر میں پیدا ہوئی۔آپ کے والد مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔جن کی وفات پر تعزیتی شذرہ میں محدث کبیر مولانا یوسف بنوریؒ رقم طراز ہیں ’’ماہ شعبان ۱۳۸۶ھ کے ۲۳ تاریخ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز دوشنبہ ریاست سوات کے مشہور عالم مولانا جان محمد صاحب بعارضہ قلب طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس عالم فانی سے رخصت ہوگئے۔مرحوم ریاست سوات کے ان ممتاز علماء میں سے تھے جنکی پوری زندگی اپنے علاقے کے عوام کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں خاموشی سے گزری صاحب نسبت، مخلص، باخدا بزرگ تھے،خشوع وخضوع

سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ نالہائے سحری میں دیدہ ودل کی حسرتیں نکالا کرتے تھے۔ ہمارے رفیق کار مولانا فضل محمد استاد حدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے والد ماجد تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائیں............ خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے دو فرزند صاحب علم وعمل اور خاموشی کے ساتھ دین کی خدمت کرنے میں اپنے والد محترم کے صحیح جان نشین ہیں"۔

اس عظیم شخصیت کے اس دختر نیک اختر نے ابتدائی لکھنا پڑھنا، بنیادی دینی تعلیم ،قرآن پاک ناظرہ اوراس زمانے کے مروجہ عورتوں کا نصاب تعلیم اپنے گھر میں والداوراپنے دوعظیم فضلاء دیوبند بھائیوں شیخ الحدیث مولانا فضل محمدؒ اور مولانا قاری فضل حلیمؒ سے حاصل کی۔تصوف وسلوک میں اپنے زمانے کے سلسلہ قادریہ وغفوریہ کے معروف بزرگ شخصیت حضرت مولانا محمد قمرؒ سے بذریعہ اپنے والد کے استفادہ کیا۔دلائل الخیرات کا ورد انہوں نے گیارہ برس کی عمر سے شروع کیا اور تادم وفات اس پر کاربند رہی۔ ۱۹۵۴ء میں عقد ازدواج حافظ قاری محمد جمیلؒ سے عمل میں آیا۔آپ کے اعمال صالحہ میں یومیہ دس پارہ قرآن پاک پڑھنا ، بارہ سو دفعہ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع، درود ماہی، دعائے مستجاب، حزب البحر جیسے مناجات وظائف کا باقاعدگی سے کرنا شامل ہے۔انکی دن بھر کے معمولات کچھ یوں نقل کیے گئے ہیں کہ نماز تہجد سے لے کر اشراق تک کا وقت عبادت میں صرف ہوتا پھر ناشتے سے فراغت پر تھوڑی دیر آرام کے بعد چاشت کی نماز اور پھر قرآن کی تلاوت میں مگن ہو جاتی دوپہر کے کھانے کے بعد زوال کی نماز اور پھر ظہر پڑھتی ۔تھوڑا قیلولہ فرماتی، سہ پہر کے وقت محلّہ اور گرد ونواح کی لڑکیوں کو قرآن پاک ، ناظرہ، دینی تعلیمی و تربیت میں مصروف رہتی، بچیوں کو بہشت زیور، رشید البیان، تعلیم الاسلام وغیرہ پڑھاتی ۔رمضان میں سالانہ اعتکاف کی سنت پر ہمیشہ عمل کی توفیق ملتی ۔دن بھر کے بھرپور دینی مساعی کے بعد گھر بھر کی عورتوں خود اپنے کپڑوں کی سلائی کا کام بھی اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی۔گھر میں گرمیوں کے دنوں میں جب سالانہ مٹی کی لیپا پوتی کرتی تو اس موقع پر یہ نصیحت آموز پشتو اشعار بھی ساتھ ساتھ گنگناتی ہوئے اسی مٹی پر لکھ دیتی تھی:۔

غافله دين دے آواره كڑو د دنيا غم جاڑے
آب زم زم درسخه هير شو بالوعا ته لا ڑے
خوارى نيستى گزرانوم به دے فانى جونگڑه
كه مے باقى دولت نصيب شى گويا خوار نه يم

ترجمہ: اے غافل دین کا فکر چھوڑ کر دنیا میں ڈوب گئے ہو، زم زم کا پانی بھلا کر گدلے پانی کے پیچھے لگ گئے ہو،فقر ومسکنت سے اس فانی گھر میں عمر گزار رہی ہوں، اگر پائیدار دولت (آخرت کا پائیدار گھر) مل گئی

تو گھاٹے کا سودا نہ ہوگا۔

انہیں بڑے دقیق فقہی مسائل ازبر تھے۔آپ کے فرزند کا بیان ہے کہ جب کبھی مجھ سے کوئی موبائل پر کوئی دقیق مسئلہ پوچھتا اور مجھے اس سلسلے میں کتابوں کی طرف مراجعت میں مشکل پیش ہوتی تو میں اپنی والدہ کے سامنے اس مسئلے کو بیان کرتا تو وہ چٹکی میں اسکا جواب دے دیتی۔مولانا رشید احمد کا یہ بھی کہنا ہے کہ میری والدہ کو کثرت تلاوت کی بناء پر قرآن پاک تقریباً یاد ہوگیا تھا۔یہی وجہ تھی کہ جب میں انکی موجودگی میں بخاری شریف کتاب التفسیر کا مطالعہ کرتا جس میں بعض کلمات کی امام بخاریؒ تشریح کرتا ہے اور اکثر اس میں مکمل آیات سامنے نہیں ہوتی تو سیاق وسباق سے سمجھنے کیلئے مجھے اگلی پچھلی آیتوں کی ضرورت پڑتی تو میں آیت کا تھوڑا سا حصہ جو امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہوتا اُسے پڑھتا تو میری والدہ مجھے اس سے پہلی اور بعد والی آیت حفاظ کی طرح پڑھ کر سنا دیتی۔چار دفعہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت انہیں حاصل رہی۔دو دفعہ حج کے دوران چار چار مہینوں تک بلاد مقدسہ میں قیام رہا۔ایک دفعہ حرم کے سفر کے دوران شام کے مقدس مقامات کی زیارت بھی کی۔اس سفر کے دوران دو باتیں عجیب درپیش ہوئی۔ان کے دل کا ایک شریان بند تھا اسی سفر میں ایک مقابر باب الصغیر سے نکل کر انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ رشید احمد اب یہ سامان سفر مجھے دے دو میں خود اُٹھاؤنگی اس لئے کہ میرے دل کا مرض فرو ہوگیا اور دوسرا واقعہ یوں ہوا کہ ان کا سامان اس سفر میں مسجد اموی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے روضہ کے قریب میں کوئی چور اڑا لے گئے جس میں ان کے سفری دستاویزات اور پاسپورٹ وغیرہ بھی تھے۔تو انہوں نے اللہ سے ناز کے انداز میں التجا کرتے ہوئے دعا کی کہ مجھے دس منٹ کے اندر اے اللہ اپنا سامان چاہیے انہی دس منٹوں کے اندر ایک شخص آیا اور اس نے ان کا نام لے کر کہا کہ آپ فلاں ہو یہ اپنا سامان لے کر محفوظ کرلو۔۲۰ دسمبر ۱۹۸۰ء میں ان کا شوہر انتقال کر گیا۔ پورے خاندان کی کفالت کا بوجھ ان کے سر پر پڑا لیکن یہ بہادر اور باہمت عورت بالکل نہ گھبرائی اور اپنے بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کے ساتھ ان کو کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔عمر کے آخری حصے میں سورۃ رحمٰن کا کثرت سے تلاوت فرماتی کسی نے پوچھا کہ یہ کیوں تو فرمایا کہ جب نعمتوں کی فراوانی ہو تو پھر کفران نعمت کا خدشہ ہوتا ہے لہٰذا میں خود کو کفران سے محفوظ رکھنے کے لئے کیلئے یہ پڑھتی ہوں۔آپ نے پسماندگان میں انجینئر محمد سعید،محمد ادریس،مولانا رشیدا حمد سواتی، آرمی خطیب انور سعید،ایڈووکیٹ حافظ اختر سعید اور چار بیٹیاں چھوڑے۔

مرحومہ کی تدفین اپنے شوہر کے آبائی قبرستان بنگخ کڑپہ گاؤں بازخیلہ (سوات) میں اپنے شوہر اوران کے پردادا شیخ بابا اورانکے خاندان کے جوار میں کی گئی۔